مثالی قائد کے تناظر میں آپ ﷺ کی قائدانہ خوبیوں کا ایک تحقیقی مطالعہ

The study of the leadership qualities of the Holy Prophet (PBUH) in the context of an ideal leader

DOI: 10.5281/zenodo.7563549

*Dr. Muhammad Abdul Haq
**Prof .Dr Ataulrahman

ABSTRACT

Today the Muslims of the world are in a dire need of a leader who could explain the life of the Holly Prophet (PBUH), keeping in view the needs of the modern age. However, it is regretfully said that there is a lack of such institutions that could educate people regarding leadership. Even we have constrained the definition of leadership only up to political field whereas in reality, leadership is required in every stage of life. People possessing leadership qualities strive to gain political power as well. In fact, they can demonstrate their leadership traits in the other fields of the life very well. In this regard, the concept of leadership needs to be elaborated.

Undoubtedly, a true leader is the one who provides intellectual guidance to his companions and improve their character. It the character building , and not the power, which is the central element of a leader's vision. Those people are selected as leaders in the fields of knowledge and literature, science and arts who excel in the practical field of their lives and leave impact on people.

Keywords: Holly Prophet, PBUH, leadership, political, vision

لفظ قائد کی لغوی تحقیق: قائد ثلاثی مجرد سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اس کا مصدر " القَوْدُ" ہے قود کا مطلب آگے سے کھینچنا ہے اس کی ضد " السَّوْق " ہے اس کا مطلب پیچھے سے ہنکانا ہوتا ہے، قائد کو قائد اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ قوم سے آگے بڑھ کر انہیں چلاتا ہے اور ان کی رہنمائی کرتا ہے([1])۔

قائد کی اصطلاحی تعریف: قائد کون ہو سکتا ہے؟ اس میں کیا کیا خوبیاں ہونی چاہیئے؟ کن کن امور سے وہ اجتناب کرے ان تمام امور کو جاننے سے پہلے ہم قائد کی تعریف کرتے ہیں جدید ماہرین نفسیات قائد کی تعریف یہ بیان کرتے ہیں،

By definition leadership is the process whereby one group member (the leader) influences and coordinates the behavior of other members in pursuit of group goals (Yuk, 1981).([2])

یعنی قیادت ایک ایسا عمل ہے کہ جس میں جماعت کا ایک رکن دوسرے اراکین پر اثر انداز ہوتا ہے اور جماعت کے مقاصد کے حصول کے لئے دیگر اراکینِ جماعت کے کردار کو منظم کرتا ہے۔

....

*Lecturer , Department of Islamic Studies, University of Malakand.
**Dean Faculty of Arts & Humanities, University of Malakand.

قائدین کی قسمیں: جماعتوں کی بہت ساری قسمیں ہوتی ہیں اور ہر جماعت کے الگ الگ نصب العین ہوتے ہیں اس لئے قیادت کی قسمیں شمار کرنا ایک دشوار امر ہے تاہم ماہرین نے بنیادی طور پر قیادت کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔

(1) جمہوری قائد (2) آمرانہ قائد (3) مثالی قائد۔

(1) جمہوری قائد: اس سے وہ قائد مراد لیا جاتا ہے جس کے کردار صفات سے متاثر ہو کر لوگ اسے خود منتخب کرتے ہیں چنانچہ ایسا قائد بہت سی خوبیوں کا حامل ہوتا ہے جس کی وجہ سے لوگ اس کے متعلق یہ تصور کرتے ہیں کہ وہ ہمارے مسائل اور ضروریات کا صحیح ترجمان ہے اس قسم کے قائد میں ایک تنویمی طاقت ہوتی ہے جو گروہ کے دیگر اراکین کو اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ اس کا حکم مانا جائے جمہوری نظام حکومت میں سیاسی قائد ایک جمہوری قائد ہوتا ہے کیونکہ لوگ ایسے قائدین کی باتوں کا دل سے احترام کرتے ہیں عوام میں جڑیں رکھنے کی وجہ یہ منصوبہ ساز ہوتے ہیں کیونکہ یہ عوامی امنگوں اور اعتقادات کا ماہر ہوتا ہے، وہ اراکین کو متحد اور اپنے زیر رکھتا ہے کیونکہ وہ مستقبل کے حوالے سے نت نئے منصوبے بناتا ہے ایسے قائد کی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ گروہ کے ساتھ اس کے تعلقات کسی حد تک خوشگوار ہے؟ اسی طرح وہ اراکین کے درمیان باہمی رونق کو کسی حد تک خوشگوار رکھتا ہے([3])۔

جمہوری قائد مندرجہ ذیل اوصاف کا حامل ہوتا ہے۔

(i) قیادت کا انتخاب: جمہوری قائد کی تقرری میں کسی اتھارٹی کا عمل دخل نہیں ہوتا بلکہ عوام الناس اس کے افعال و کردار کی بنیاد پر اس منتخب کرتے ہیں اور بوقت انتخاب سب سے زیادہ اس بات کو ترجیح دی جاتی ہے کہ کون لوگوں کی خواہشات کا بہتر ترجمان ہو سکتا ہے۔

(ii) دوسروں کو فیصلوں میں شریک کرنا: چونکہ عوام سے ہی جمہوری قیادت ابھر کراتی ہے اس لئے فیصلے کرتے وقت ایسا قائد عوام کو اپنے فیصلوں میں شریک کرتا ہے اس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ اولاً تو کھلے عام بحث ومباحثہ کیا جاتا ہے اور پھر فیصلہ کثرت رائے سے کیا جاتا ہے چنانچہ لوگ اسے اپنا فیصلہ سمجھتے ہیں۔

(iii) ذمہ داریوں کی تقسیم: جمہوری قائد باہمی اصلاح ومشورے سے مختلف ذمہ داریوں کو تقسیم کرتے ہیں اور پھر ذمہ داریوں کی تکمیل میں قائد اور گروہ کے بقیہ اراکین متحرک کردار ادا کرتے ہیں۔

(iv) تبادلہ معلومات: جمہوری قائد میں تبادلہ معلومات کا وصف پایا جاتا ہے چنانچہ لوگ قائد کو اپنے مسائل سے آگاہ کرتے ہیں اور بنیادی ضروری معلومات فراہم کرتے ہیں اور ساتھ میں ممکنہ حل اور تجاویز بھی دیتے ہے جب کہ قائد گروہ کے اراکین کو پالیسیوں منصوبوں اور فیصلوں سے آگاہ کرتا ہے۔

(v) رواداری اور بردباری کا مظاہرہ: جمہوری قائد رواداری اور بردباری کا حامل ہوتا ہے وہ صبر اور صبط و تحمل سے دوسرے لوگوں کی باتوں کو سنتا ہے کان کے رائے اختلاف کے باوجود وہ دوسروں کو مکمل آزادی اظہار رائے دیتا ہے قائد کے دیکھا دیکھی

گروہ کے بقیہ اراکین بھی اس اصل پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور یوں رواداری اور تحمل کے جذبات کو معاشرتی فروغ ملتا ہے([4])۔

(2) آمرانہ قیادت: آمرانہ قائد وہ ہوتا ہے کہ جس کا تقرر کوئی بااختیار شخص یا ادارہ کرتا ہے یا وہ صرف اپنی ذاتی طاقت و قوت کے بل بوتے پر قائد کا منصب سنبھال لیتا ہے اور اپنے اختیار اور طاقت کی بنیاد پر لوگوں سے اپنا حکم منواتا ہے۔

آمرانہ قائد کی خصوصیات: جیسا کہ آپ نے پڑھا کہ آمرانہ قائد کی کئی قسمیں ہیں اور ہر ایک قسم میں الگ الگ خصوصیات پائی جاتی ہیں تاہم ماہرین نے ایسی خصوصیات کا تذکرہ کیا ہیں جو آمرانہ قائد کی تمام اقسام میں مشترکہ طور پر موجود ہوتی ہیں لہٰذا اہم ذیل میں ان کا خلاصہ پیش کرتے ہیں۔

(i) اختیارات کا ارتکاز: آمرانہ قائد کا ایک وصف یہ ہوتا ہے کہ سارے اختیارات اس کی ذات میں جمع ہوتے ہیں جنہیں وہ اپنی مرضی سے استعمال کرتا ہے لوگ اس بات کے پابند ہوتے ہیں کہ اس کے احکامات پر عمل کریں۔

(ii) ذمہ داریوں کی تقسیم: ایسا قائد اپنی صوابدید پر اراکین میں ذمہ داریوں کو تقسیم کرتا ہے، ذمہ داریوں کی تقسیم میں دوسروں سے مشورہ لیناضروری خیال نہیں کرتا۔

(iii) معلومات کا یک طرفہ تبادلہ: آمرانہ قائد کا ایک وصف یہ بھی ہوتا ہے کہ اس میں معلومات کا باہمی تبادلہ نہیں ہوتا بلکہ معلومات کا بہاؤ قائد کی جانب سے اراکین کی طرف ہوتا ہے اور اراکین بادل ناخواستہ ان معلومات کو قبول کرتے ہیں نیز ان معلومات کا درجہ احکامات کی طرح ہوتا ہے اور اراکین کے لئے اسے ماننا لازم ہوتا ہے۔

(iv) قائد کی صلاحیت: آمرانہ قائد کے لئے یہ ضروری نہیں کہ ہوتا کہ وہ دیگر اراکین کے مقابلے میں ذہنی، جسمانی اور دیگر قابلیتوں کے لحاظ سے بہتر ہو یہ عین ممکن ہے کہ ماتحت افراد میں اس سے زیادہ قابل اور اہل لوگ موجود ہوں۔

آمر کے ساتھ عام لوگوں کا رویہ: ایسے قائد کے ساتھ عوام الناس کا رویہ دوستانہ نہیں ہوتا بلکہ غیر دوستانہ ہوتا ہے کیونکہ آمر فیصلوں اور پالیسیوں میں کسی اور کو شریک نہیں کرتا چنانچہ ایسا قائد عوام میں غیر مقبول ہوتا ہے۔

پالیسیوں میں تسلسل: آمر چونکہ قیادت چھوڑنے پر تیار نہیں ہوتا اس وجہ سے ایک ہی قائد مسلسل قیادت کئے چلا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ ایک ہی طرح کی پالیسی چلاتا رہتا ہے اور اگر بالفرض قیادت تبدیل ہو بھی جائے تب بھی جانشین پالیسیوں میں کوئی بنیادی تبدیلی نہیں کرتا بلکہ سابقہ پالیسی پر ہی کاربند رہتا ہے۔

(v) ذاتی مفادات کا خیال: آمرانہ قائد ذاتی مفاد کا بہت خیال رکھتا ہے ایسا قائد چونکہ عام طور پر اعلیٰ اور افضل نہیں ہوتا اس لئے وہ لوگوں کو اپنے فیصلوں میں شریک نہیں کرتا دوسرے لوگ مجبوری کی بناء پر اطاعت اختیار کرتے ہیں اس وجہ سے ان میں تشویش اور خوف پیدا ہوتا ہے([5])۔

(3) موثر یا مثالی قائد (Effective Leadership): قدیم ماہرین کے آراء کے مطابق مثالی قائد پیدائشی ہوتا ہے تاہم

جدید ماہرین اس نظریہ کو درست نہیں مانتے ان کے نزدیک مثالی قائد میں پیدائشی قوتوں کے بہ نسبت ماحولی قوتوں کا کردار زیادہ ہوتا ہے اسی وجہ سے سیاست میں تجربے اور تربیت کی بڑی اہمیت ہوتی ہے چنانچہ زمبارڈ لکھتے ہیں کہ قیادت کا انحصار ماحول اور ماحول کے افراد پر ہوتا ہے مثالی قائد کی کوئی متعین تعریف نہیں کی گئی ہے تاہم ماہرین نے چند ایسی خصوصیات کا تذکرہ کیا ہے کہ اگر یہ خصوصیات کسی شخص میں پائی جائے تو اسے مثالی قائد قرار دیا جاسکتا ہے، ہم ذیل میں ان خصوصیات کو درج کرتے ہیں۔

(i)۔ سماجی ادراک (Social Perception): مثالی قائد کی ایک خوبی یہ ہوتی ہے کہ اسے اپنے سماجی ماحول کا ادراک ہوتا ہے وہ اپنے گروہ کے جذبات، احساسات، آراء و نظریات اور رجحانات سے بخوبی واقف ہوتا ہے۔

(ii)۔ قربانی اور ایثار: ایسے قائد میں گروہ کے دیگر اراکین کے مقابلے میں قربانی اور ایثار کا مادہ زیادہ ہوتا ہے جب بھی ضرورت ہوتی ہے تو وہ دوسروں کے مقابلے میں جسمانی اور مادی ہر طرح کی قربانی میں پہل کرتا ہے قائد کی یہی خوبی لوگوں کے دلوں پر قبضہ حاصل کرلیتی ہے قائد کے دیکھا دیکھی گروہ کے دیگر اراکین بھی قربانی اور ایثار کو اپنا وطیرہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں جو بہتر سماجی ماحول فراہم ہونے کا سبب بنتا ہے[6]۔

(iii)۔ جذباتی پختگی: (Emotional Stability) ایک اچھے اور مثالی قائد کی یہ ایک بنیادی خوبی ہوتی ہے کہ وہ جذبات کی رو میں نہیں بہتا بلکہ اس میں جذباتی پختگی پائی جاتی ہے جذباتی سے متاثر ہو کر کوئی فیصلہ نہیں کرتا بلکہ فیصلہ کرنے سے پہلے خوب سوچ بچار کرتا ہے اور پھر جبکوئی فیصلہ کرلیتا ہے تو پھر اس پر استقامت اور ثابت قدمی دکھاتا ہے چنانچہ ایسے قائد کے فیصلے صرف وقتی اہمیت کے حامل نہیں ہوتے بلکہ بڑے دور رس اور دیرپا نتائج کے حامل ہوتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ وقتی طور پر بھی موقع و محل کے مناسب حالات کو قابو رکھنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔

(iv)۔ امین و دیانت دار (): مثالی قائد کی ایک خوبی یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ ہر لحاظ سے امانت و دیانت کا کامل نمونہ ہوتا ہے۔ قائد کی یہ صفت ایسی ہوتی ہے کہ اس کی وجہ سے اراکین اس پر مکمل اعتماد کرتے ہیں۔

(v)۔ غلبہ (Dominance): مثالی قائد کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں غلبہ حاصل کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے یعنی وہ گروہ کے اراکین سے متاثر نہیں ہوتا بلکہ اس کی شخصیت میں ایسی مقناطیسی قوت ہوتی ہے کہ اراکین اس سے متاثر ہوتے ہیں اور جس قائد میں یہ صفت جتنی زیادہ ہوتی ہے اتنا ہی وہ کامیاب ہوتا ہے اور اسی خوبی کی بنا پر وہ مختلف مواقع پر گروہ کے اراکین کو قابو میں رکھتا ہے[7]۔

(vi)۔ بامروت ہونا (Considerate): مثالی قائد کے لئے یہ ایک لازمی امر ہے کہ وہ اراکین کے ساتھ مروت سے پیش آئے اور ان کی عزت نفس کا خیال رکھے کیونکہ اراکین کی عزت افزائی کرنے کی وجہ سے ان کے ساتھ اچھے اور خوشگوار تعلقات قائم ہوتے ہیں اور اراکین اس کی بات ماننے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔

(vii)۔ مسائل حل کرنے کا ماہر ہو (Task Specialist): کامیاب قائد میں یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ واضح الفاظ میں مسئلے کی وضاحت کرتا ہے اسے حل کرنے کی حکمت عملی کا طریقہ کار جانتا ہے اور اس پر عمل کرنے اور کرانے کے لئے بھی تیار ہوتا ہے۔

(viii)۔ تمام اراکین پر توجہ: ایک اچھا قائد تمام اراکین پر توجہ رکھتا ہے فعال اور متحرک اراکین کے ساتھ ساتھ وہ غیر متحرک کارکنوں کو بھی اہمیت دیتا ہے اور دیگر اراکین کی طرح انہیں بھی فعال بنانے کی کوششیں کرتا ہے۔

(ix)۔ دیگر افراد سے افضل ہونا: ایک اچھا قائد دیگر افراد کے مقابلے میں زیادہ ذہین ہوتا ہے نیز اس میں پائی جانی والی خوبیاں دیگر اراکین کے مقابلے میں اعلیٰ اور بہتر ردرجے کی ہوتی ہیں جدید ماہرین قیادت کے لئے ذہانت کو ایک بنیادی وصف قرار دیتے ہیں کہ ذہانت کا قیادت کے ساتھ بہت قریبی تعلق ہوتا ہے۔

(x)۔ مثالی رکنیت: اچھا قائد گروہ کا مثالی رکن ہوتا ہے وہ گروہ کے قواعد وضوابط اور دیگر اراکین کا احترام کرتا ہے زندگی کے تمام پہلوؤں کے حوالے سے وہ دیگر افراد کے لئے ایک بہترین نمونہ ہوتا ہے ([8])۔

بطور قائد آپ ﷺ کی خوبیاں: اب ذیل میں ہم آپ ﷺ کی چند خصوصیات کا جائزہ لیتے ہیں کہ آپ ﷺ میں بحیثیت قائد کے کون کون سے اوصاف پائے جاتے تھے۔

(1) سماجی ادراک (Social Perception): سب سے پہلے ہم سماجی ادراک (Social Perception) کے حوالے سے آپ ﷺ کی سیرت کا اہم جائزہ لیتے ہیں، آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے قریش بیت اللہ کی تعمیر نو میں مصروف تھے جب حجر اسود کو نصب کرنے کا مرحلہ آیا تو ہر قبیلے کی دیرینہ خواہش تھی کہ یہ سعادت ان کے حصے میں آئے اس نے اختلاف کی شکل اختیار کر لی اور قریب تھا کہ عرب اپنے مزاج کے مطابق ایک دوسرے کا خون بہانے لگ جاتے پھر تجربہ کار افراد نے یہ فیصلہ کیا کہ کل جو بھی شخص باب بنی شیبہ سے پہلے داخل ہو گا وہی اسے نصب کرے گا تو اس دروازے سے آپ ﷺ نکل آئے، فیصلے کے مطابق آپ ﷺ اکیلے اسے نصب کرنے کے حقدار تھے لیکن آپ ﷺ کو چونکہ اپنے سماجی ماحول کا بھرپور ادراک تھا نیز اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو انسانی نفسیات کا ماہر بنایا تھا اس وجہ سے آپ ﷺ نے ایسا طرز عمل اختیار کیا جس سے آپ ﷺ نے تمام قبائل کے دل موہ لئے چنانچہ آپ ﷺ نے ایک چادر بچھوائی اور حجر اسود کو اس کے بیچ میں رکھ کر تمام قبائل کے نمائندوں سے اٹھوائی اور آخر میں ﷺ آپ نے اسے اپنے ہاتھوں سے نصب کر دیا، اس موقع پر آپ ﷺ کو سماج کے جذبات اور احساسات کا مکمل ادراک تھا اور آپ ﷺ نے ان کی ایسی رعایت رکھی کہ ہر ایک کو اس تاریخی اعزاز سے اس قدر پر امن اور صلح جوئی کے انداز سے نوازا کہ کسی کو شکوہ تک ہوا نہ کوئی خون خرابہ ([9])۔

آپ ﷺ کے دور میں ایک عام سماجی خرابی لڑکیوں کی تدفین تھی آپ ﷺ نے اس کی بیخ کنی کی اور انہیں جینے کا حق دلایا اور بچیوں کی تعلیم وتربیت اور ان کی پرورش کے متعلق ایسی ہدایات دیں کہ اس حوالے سے لوگوں کی سوچ، ان کے رویوں اور کردار کو بدل ڈالا چنانچہ آپ ﷺ کا فرمان ہے مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ وَضَمَّ

أَصَابِعَهُ([10]) ترجمہ: جس کسی نے دو لڑکیوں کے بالغ ہونے تک پرورش کی تو وہ اور میں روزِ قیامت ان دو انگلیوں کی طرح اکٹھے ہونگے یہ فرما کر آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو باہم ملا دیا اسی طرح ان کے ساتھ اچھے رویے اور حسن سلوک کے متعلق ارشاد فرمایا مَنْ كَانَتْ لَهُ أُنْثَى فَلَمْ يَئِدْهَا، وَلَمْ يُهِنْهَا، وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا قَالَ يَعْنِي الذُّكُورَأَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ([11]) جس کسی کی لڑکی ہو اور وہ اسے زندہ درگور نہ کرے اور نہ ہی لڑکے کو اس پر ترجیح دے تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرینگے یعنی اولاد کی ضروریات پورا کرنے میں کوئی امتیازی سلوک نہ کرے، کھانے پینے، رہنے سہنے میں تمام اولاد کو یکساں رکھے اسی طرح تعلیم وتربیت وغیرہ تمام امور میں دونوں کو برابر رکھے۔

اسی طرح اس دور میں ایک عام خرابی یتیموں کے ساتھ ظلم وزیادتی کا تھا لوگ ان کی جائیداد پر قبضے جما لیتے ، ان کی خبر گیری سے لاپرواہی برتتے تھے چنانچہ اس حوالے سے آپ ﷺ نے یتیم کے مال ہڑپ کرنے کو ان گناہوں کی فہرست میں شمار کیا ہے جو سیدھا جہنم میں لے جاتے ہیں چنانچہ ارشاد نبوی ہے اجْتَنِبُوا السَّبْعَ المُوبِقَاتِ»، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَالشِّرْكُ بِاللَّهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ اليَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ المُحْصَنَاتِ المُؤْمِنَاتِ الغَافِلاَتِ([12]) ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" سات گناہوں بچتے رہو سے جو تباہ کر دینے والے ہیں صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ کون سے گناہ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، جادو کرنا، کسی کی ناحق جان لینا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، لڑائی سے بھاگ جانا، پاک دامن بھولی بھالی ایمان والی عورتوں پر تہمت لگانا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نہ صرف اس دور کے سماجی حالات کے ادراک سے نوازا تھا بلکہ قیامت تک آنے والے ادوار تک کے حالات کے علم سے بھی نوازا تھا چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے جو خطبات وقت فوقتاً دیئے تھے ان سے یہ امر بخوبی واضح ہوتا ہے چنانچہ آپ ﷺ کا فرمان ہے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟ قَالُوا: يَوْمٌ حَرَامٌ، قَالَفَأَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟ قَالُوا: بَلَدٌ حَرَامٌ، قَالَ: فَأَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟ قَالُوا: شَهْرٌ حَرَامٌ ، قَالَ: فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فَأَعَادَهَا مِرَارًا، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: " اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ، اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّهَا لَوَصِيَّتُهُ إِلَى أُمَّتِهِ، فَلْيُبْلِغِ الشَّاهِدُ الغَائِبَ،لاَ تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ([13]) ترجمہ: اے لوگو آج کون سا دن ہے؟ لوگ بولے یہ حرمت کا دن ہے، آپ ﷺ نے پھر پوچھا اور یہ شہر کون سا ہے؟ لوگوں نے کہا یہ حرمت کا شہر ہے، آپ ﷺ نے پوچھا یہ مہینہ کون سا ہے؟ لوگوں نے کہا یہ حرمت کا مہینہ ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا بس تمہارا خون تمہارے مال اور تمہاری عزت ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہے جیسے اس دن کی حرمت، اس شہر اور اس مہینہ کی حرمت ہے، اس کلمہ کو آپ ﷺ نے کئی بار دہرایا اور پھر آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا اے اللہ! کیا میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا، اے اللہ کیا میں نے پہنچا دیا۔ عبداللہ بن عباس ؓ نے بتلایا کہ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ

میں میری جان ہے نبی کریم ﷺ کی یہ وصیت اپنی تمام امت کے لیے ہے، لہٰذا حاضر غائب کو پہنچادیں۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا دیکھو میرے بعد ایک دوسرے کی گردن مار کر کافر نہ بن جانا۔

آج کے حالات کو دیکھ کر آپ ﷺ کے اس فرمان کا جائزہ لینا چاہیئے کہ ہم اپنے حالات کو کیسے درست طور پر قابو کرسکتے ہیں۔

(ii)۔ قربانی اور ایثار کے حوالے سے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ میں بے شمار مثالیں موجود ہیں نیز قرآن کریم میں اسے خالص مومنین کی نشانی بتلائی ہے وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ([14]) ترجمہ: اور اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں، چاہے ان پر تنگ دستی کی حالت گزر رہی ہو۔

اسی طرح غزوہ خندق کے موقع پر بھوک کی وجہ سے آپ ﷺ نے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا تھا، روایت ہے کہ لَمَّا حَفَرَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ الْخَنْدَقَ، أَصَابَهُمْ جَهْدٌ شَدِيدٌ، حَتَّى رَبَطَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَطْنِهِ حَجَرًا مِنَ الْجُوعِ([15])

(iii)۔ جذباتی پختگی: (Emotional Stability): جذبات میں انسان اپنے آپے میں نہیں رہتا اور بسا اوقات ایسے کام کر بیٹھتا ہے جس پر بعد میں ندامت کا اظہار کرتا ہے اس معاملے میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کمالِ ضبط سے نوازا تھا آپ ﷺ کے جذبات میں پختگی ہوا کرتی تھی اور آپ ﷺ وقتی جذبات کے رو میں بہہ کر فیصلہ کرنے سے خود تو اجتناب کرتے ہی تھے اپنی امت کو بھی اس کی تاکید کی ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ لَا يَحْكُمُ الحَاكِمُ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ([16]) کہ کوئی ثالث دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ اس وقت نہ کرے جب وہ غصہ میں ہو۔ آپ ﷺ کے جذباتی پختگی کا اندازہ صلح حدیبیہ سے معلوم ہوسکتا ہے کہ تمام صحابہ کرامؓ کے جذبات عروج پر تھے یہاں تک کہ مرنے پر مکمل بیعت کرچکے تھے لیکن ان نازک لمحات میں آپ ﷺ کی جذباتی پختگی کیا تھی؟ روایت ملاحظہ ہو،

جَاءَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَسْنَا عَلَى الحَقِّ وَهُمْ عَلَى البَاطِلِ؟ فَقَالَ بَلَى فَقَالَ: أَلَيْسَ قَتْلاَنَا فِي الجَنَّةِ وَقَتْلاَهُمْ فِي النَّارِ؟ قَالَ: بَلَى قَالَ: فَعَلاَمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا، أَنَرْجِعُ وَلَمَّا يَحْكُمِ اللهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ؟ فَقَالَ: يَا ابْنَ الخَطَّابِ، إِنِّي رَسُولُ اللهِ، وَلَنْ يُضَيِّعَنِي اللهُ أَبَدًا فَانْطَلَقَ عُمَرُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّهُ رَسُولُ اللهِ، وَلَنْ يُضَيِّعَهُ اللهُ أَبَدًا، فَنَزَلَتْ سُورَةُ الفَتْحِ فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عُمَرَ إِلَى آخِرِهَا، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَوَفَتْحٌ هُوَ؟ قَالَ نَعَمْ، ([17])

عمرؓ آئے اور عرض کیا، یارسول اللہ! کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیوں نہیں! عمرؓ نے کہا کیا ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول جہنم میں نہیں جائیں گے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کہ کیوں نہیں! پھر عمرؓ نے کہا کہ پھر ہم اپنے دین کے معاملے میں کیوں دبیں؟ کیا ہم واپس چلے جائیں گے اور ہمارے اور ان کے درمیان اللہ کوئی فیصلہ نہیں کرے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا" ابن خطاب! میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ مجھے کبھی برباد نہیں کرے گا۔ " اس کے بعد عمرؓ ابو بکرؓ کے پاس گئے اور ان سے وہی سوالات کئے، جو نبی کریم ﷺ سے ابھی کرچکے تھے۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ انہیں کبھی برباد نہیں ہونے دے گا۔ پھر سورۃ فتح نازل ہوئی اور آپ ﷺ نے عمرؓ کو اسے

آخر تک پڑھ کر سنایا، تو عمرؓ نے عرض کیا کیا یہی فتح ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! بلاشک یہی فتح ہے۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ ﷺ کی جذباتی پختگی کے دوررس اثرات مرتب ہوئے صلح کر لینے کے بعد آپ ﷺ کو آزدی سے تبلغ دین کا موقع حاصل ہوا، آپ ﷺ نے مختلف اطراف میں آباد قبائل میں تبلیغی وفود بھیجے اور اس زمانے میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے اسلام قبول کیا۔

(iv)۔ امین ودیانت دار ہونا: یہ صفت تو آپ ﷺ میں اس قدر بدرجہ اتم موجود تھی کہ خود مشرکین مکہ نے آپ ﷺ کو اس لقب سے نوازا تھا اور آپ ﷺ کی امانت کا یہ عالم تھا کہ جب اہل مکہ آپ ﷺ کو قتل کرنے کے درپے تھے، جن کے مظالم سے تنگ آکر آپ ﷺ کو اپنے آبائی وطن کو چھوڑنا، عین جس وقت آپ ﷺ مکہ کو چھوڑنے والے تھے اور دوسری طرف اہل مکہ آپ ﷺ کو قتل کرنے کی باہمی مشاورت میں لگے ہوئے تھے تو ان لمحات میں بھی آپ ﷺ نے ان کی امانتوں کی حفاظت کی تھی۔

(v)۔ غلبہ (Dominance): آپ ﷺ کی سیرت طیبہ میں ہمیں ایسی بے شمار مثالیں ملتی ہیں کہ آپ ﷺ میں بے مثال قائد کی یہ خوبی بدجہ اتم پائی جاتی تھی، گذشتہ صفحات میں آپ نے پڑھ لیا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر کس قدر جذباتی صورتحال تھی؟ اور صحابہ کرامؓ کے جوش وخروش کا کیا عالم تھا؟ لیکن آپ ﷺ نے کس بہتر انداز سے انہیں قابو کئے رکھا اور ان کے جذبات سے متاثر ہونے کی بجائے انہیں متاثر کیا جس پر تمام صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کے فیصلے کو منظور کیا۔ اسی طرح فتح مکہ کے موقع پر جب کہ صحابہ کرامؓ کی جماعت میں جذبہ جہاد کا جذبہ موجزن تھا اور بڑے عرصے کے بعد اپنے آبائی علاقے میں طاقتور فاتح کی صورت میں داخل ہو رہے تھے اسی شہر میں ان پر ظلم کے پہاڑ ڈھائے گئے تھے اب اسی شہر میں بصورت فاتح داخل ہوتے وقت ان کی کیفیات کیا ہوں گیں؟ ہر انسان سمجھ سکتا ہے نیز ایک صحابیؓ نے ان خیالات کا اظہار بھی کیا تھا کہ آج تو خون بہانے کا دن ہے، لیکن اس موقع پر آپ ﷺ نے انہیں قابو کئے رکھا۔

(vi)۔ بامروت ہونا (Considerate): آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ میل جول میں کس قدر دوسرے کی عزت نفس کا خیال رکھتے تھے اسی طرح مجلس میں آپ ﷺ کی نشت وبرخاست میں دوسروں کی کتنی رعایت رکھی جاتی تھی اس کا اندازہ اس روایت سے لگایئے كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَقْبَلَهُ الرَّجُلُ فَصَافَحَهُ لاَ يَنْزِعُ يَدَهُ مِنْ يَدِهِ حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ الَّذِي يَنْزِعُ، وَلاَ يَصْرِفُ وَجْهَهُ عَنْ وَجْهِهِ حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِي يَصْرِفُهُ وَلَمْ يُرَ مُقَدِّمًا رُكْبَتَيْهِ بَيْنَ يَدَيْ جَلِيسٍ لَهُ([18]) ترجمہ: جب کوئی شخص آپ ﷺ کے سامنے آتا تو آپ ﷺ اس سے مصافحہ کرتے اور اس وقت تک اپنا ہاتھ نہ کھینچتے جب تک سامنے والا خود نہ کھینچتا پھر اس وقت تک اس سے چہرہ نہ پھیرتے جب تک وہ چہرہ نہ پھیرتا اور کبھی بھی آپ ﷺ کو سامنے بیٹھنے والے کی طرف پاؤں بڑھاتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

(vii)۔ مسائل حل کرنے کا ماہر ہو (Task Specialist): گذشتہ صفحات میں بطور مثال دو بڑے اور قومی نوعیت کے گھمبیر مسائل کا تذکرہ ہوا ہے جن میں سے ایک حجر اسود نصب کرنے کا مسئلہ تھا اور دوسرا فتح مکہ کے موقع پر صحابہ کرامؓ کے

حوالے سے یہ خدشہ تھا کہ کہیں زیادہ جانی نقصان نہ ہو جائے ان دونوں مسائل کو آپ ﷺ نے بطریقہ احسن نمٹایا ان سے آپ ﷺ کی اس مہارت کا پتہ چلتا ہے۔

(viii) تمام ارکین پر توجہ: آپ ﷺ بلا تفریق تمام صحابہ کرامؓ پر توجہ رکھتے تھے اگر کوئی نظر نہ آتا تو اسکے متعلق پوچھتے، صحابہ کرامؓ کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی آپ ﷺ کی نظر ہوتی تھی، انکے مسائل سے اپنے آپ کو باخبر رکھتے تھے چنانچہ حضرت ابو ھریرہؓ سے روایت ہے لَقِيتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جُنُبٌ،فَمَشَيْتُ مَعَهُ،حَتَّى قَعَدَ، فَانْسَلَلْتُ،فَأَتَيْتُ الرَّحْلَ،فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَقَاعِدٌ،فَقَالَ:أَيْنَ كُنْتَ؟فَقُلْتُ:لَقِيتَنِي وَأَنَا جُنُبٌ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَجْلِسَ إِلَيْكَ وَأَنَا جُنُبٌ، فَانْطَلَقْتُ فَاغْتَسَلْتُ.فَقَالَ: سُبْحَانَ اللهِ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَايَنْجُسُ۔(19) ترجمہ: میں نے آپ ﷺ سے جنابت کی حالت میں ملاقات کی میں آپ ﷺ کے ساتھ چلا جب آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے تو میں جلدی سے غسل کر کے آیا اور آپ ﷺ ابھی تک بیٹھے ہوئے تھے مجھ سے پوچھا، کہاں گئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ سے ملاقات کے وقت میں جنابت میں تھا اس وجہ سے مجھے اچھا نہ لگا کہ آپ ﷺ کے پاس بیٹھا رہوں، غسل کرنے گیا ہوا تھا، آپ ﷺ نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ مومن ناپاک نہیں ہوتا ہے۔

اسی طرح ایک مرتبہ ایک اور صحابیؓ بھی کچھ دن غائب رہے جب آپ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ اتنے دن کہاں رہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ شکار کرنے گیا ہوا تھا(20)۔

اسی طرح ایک اور روایت ہے أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدَرَجُلًامِنْ أَصْحَابِهِ، فَأَقَامَ عَلَيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ جَاءَ،فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيْنَ كُنْتَ؟قَالَ: رَأَيْتُ عُيَيْنَةَ يَعْنِي عَيْنًا فَتَبَتَّلْتُ عِنْدَهَاهَذِهِ الثَّلَاثَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَبَتَّلَ فَلَيْسَ مِنَّا(21) ترجمہ: ایک صحابیؓ تین دن تک غائب رہے جب خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے دریافت کیا کہاں تھے اس صحابیؓ نے عرض کیا کہ ایک چشمہ دیکھ تو وہاں پر گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگوں سے کٹ کر گوشہ نشینی اختیار کرلے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے صحابہ کرامؓ کے اوپر توجہ رکھتے تھے اور انکی خبر گیری کرتے تھے۔

(ix) دیگر افراد سے افضل ہونا: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سماجی عزت و شرف سے نوازا تھا عرب کے سب سے قابل عزت قبیلہ قریش سے آپ ﷺ کا تعلق تھا پھر قریش میں بھی جو سب سے افضل شاخ تھی اس سے آپ ﷺ کا تعلق تھا، اس کے علاوہ آپ ﷺ اخلاق کے لحاظ سے بھی سب سے فائق تھے ذہانت و ذکاوت بھی آپ ﷺ کی سب سے بڑھ کر تھی، غرض یہ کہ آپ ﷺ کو افضلیت کے اعلیٰ مقام سے نوازا تھا چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ(22) ہم نے آپ کے خاطر آپ کے ذکر کو بلند کر دیا۔ اس زمانے میں بھی کفار مکہ آپ ﷺ کی شرافت کے قائل تھے۔

(x) مثالی رکنیت: اس خوبی کے حوالے سے آپ ﷺ سے بڑھ کر شاید ہی کوئی اور فرد دنیا میں آسکے بلا امتیاز قوانین کی پابندی اور پاسداری آپ ﷺ کا طرہ امتیاز تھا ایک موقع پر ایک خاتون کی سفارش کی گئی تو آپ ﷺ نے غصے کا اظہار فرمایا چنانچہ

روایت ہے أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا وَمَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالُوا وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ، أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللَّهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا([23]) **ترجمہ:** قبیلہ مخزوم کی ایک عورت کے معاملے میں قریش کافی فکرمند تھے جس نے چوری کی تھی اور کہا: اس سلسلے میں کون آپ ﷺ سے گفتگو کرے گا؟ لوگوں نے جواب دیا رسول اللہ ﷺ کے چہیتے اسامہ بن زیدؓ کے علاوہ کون اس کی جرات کرسکتا ہے؟ چنانچہ اسامہؓ نے آپ ﷺ سے بات چیت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کررہے ہو؟ پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیتے ہوئے فرمایا لوگو! تم سے پہلے کے لوگ اپنی اس روش کی بناء پر ہلاک ہوئے کہ جب کوئی اعلیٰ خاندان کا شخص چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کمزور حال شخص چوری کرتا تو اس پر حد جاری کرتے اللہ کی قسم اگر محمد کی بیٹی فاطمہ چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔

عصر حاضر کے حوالے سے تعلیمات سیرت سے استفادہ کی ضرورت: آج کے دور میں مسلمانوں کو ایسے رہنما کی ضرورت ہے جو سیرت نبوی کی روشنی میں عصر حاضر کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے کوششیں کرسکے تاہم یہ امر قابل افسوس ہے کہ قیادت کے حوالے سے تربیتی ادارے موجود نہیں ہے حد تو یہ ہے کہ ہم نے قیادت کا مفہوم بھی محض سیاسی قیادت تک محدود کر رکھا ہے جب کہ درحقیقت ہمیں زندگی کے ہر مرحلے میں قیادت کی ضرورت ہے جن افراد میں قیادت کی صلاحیت ہوتی ہے ان کی کوششوں کا رخ بھی صرف دارالحکومت ہی کی جانب ہوتا ہے جب کہ ان کی قائدانہ صلاحیتوں کے جوہر کھلنے کے میدان دارالحکومت کے علاوہ بھی موجود ہیں اس سلسلے میں قیادت کے تصوّر کے واضح کرنے کی ضرورت ہے۔

بلاشبہ حقیقی قائد وہ ہوتا ہے جو اپنی ساتھیوں کی فکری رہنمائی کرے اور ان کے کردار میں تبدیلیاں پیدا کرسکیں، کردار میں تبدیلی کا بنیادی عنصر قائد کی بصیرت ہوتی ہے نہ کہ اقتدار کی قوت۔ علم وادب، فن اور سائنس وغیرہ دیگر علوم کے میدانوں میں قائد کا کردار انہیں ملتا ہے جو اپنے اپنے میدان عمل میں اپنی برتری ظاہر کرنے میں کامیابی حاصل کرتے ہیں جو عوام الناس اور معاشرے کو متاثر کرتے ہیں([24])۔

خلاصۃ البحث: مذکورہ تفصیلات سے یہ بات بخوبی واضح ہوجاتی ہے کہ ایک مثالی قائد کے لئے جو خوبیاں ہونی چاہیئے وہ تمامتر آپ ﷺ کی ذات اقدس میں جمع تھیں اور آپ ﷺ نے اپنی امت کی اس انداز میں رہنمائی کی ہیں کہ جس پر عمل پیرا ہونے کی صورت میں امت کی ترقی اور کامیابی کی یقینی ضمانت ہے۔

حوالہ جات

[1] ۔ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی، لسان العرب، ج3، ص370، دار صادر بیروت، 1414ھ۔

[2]- John D. Delamater, Daniel J. myers, social psychology, page 383, Thomson, sixth edition, 2007.

[3]۔ٹی ایم یوسف،ڈاکٹر عمارہ، صائمہ یوسف، سمائی نفسیات، ص317، علمی کتب خانہ، لاہور، 1435ھ/2014ء۔

[4]۔ ٹی ایم یوسف، صائمہ یوسف، جدید نفسیات، ص406، علمی کتب خانہ، لاہور، 1427ھ/2006ء۔

[5]۔جدید نفسیات، ص409۔

[6]۔ٹی ایم یوسف، ڈاکٹر عمارہ، صائمہ یوسف، نفسیات کے شعبے، ص218، علمی کتب خانہ، لاہور، 1432ھ/2011ء۔

[7]۔سمائی نفسیات، ص320۔

[8]۔جدید نفسیات، ص410۔

[9]۔ حاکم، ابو عبد اللہ الحاکم محمد بن عبد اللہ نیشاپوری (المتوفی: 405ھ)، المستدرک علی الصحیحین ج1، ص629، دار الکتب العلمیۃ بیروت، 1990ء۔

[10]۔امام مسلم، ابو الحسن مسلم بن الحجاج القشیری (ف 261ھ)، الجامع الصحیح، ج4، ص2027، مکتبۃ البشریٰ کراچی، 1432ھ/2011ء۔

[11]۔امام ابو داود، ابو داود سلیمان بن الاشعث (ف 275ھ)، السنن، ج4، ص339، میر محمد کتب خانہ کراچی، 1949ء۔

[12]۔امام بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل (ف256ھ)، الجامع الصحیح، ج4، ص10، دار طوق النجاۃ بیروت، 2001ء۔

[13]۔ایضاً، ج2، ص176۔

[14]۔القرآن کریم، الحشر: 09۔

[15]۔امام حنبل، ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل، مسند احمد (ف، 241ھ)، ج22، ص128، مؤسسۃ الرسالۃ، 2001ء۔

[16]۔امام ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ (ف279ھ)، السنن، ج3، ص612، مصطفی البابی الحلبی، مصر، 1975ء۔

[17]۔بخاری،، الجامع الصحیح، ج4، ص103۔

[18]۔ترمذی، السنن، ج4، ص235۔

[19]۔ حنبل، مسند احمد، ج12، ص145۔

[20]۔ابو زید، عمر بن شبۃ (المتوفی: 262ھ)، تاریخ المدینۃ لابن شبۃ، ج1، ص147، سید حبیب محمود احمد-جدۃ، 1399ھ۔

[21]۔ابو عروۃ، معمر بن ابی عمرو راشد (المتوفی: 153ھ)، جامع ربن راشد، ج11، ص291، توزیع المکتب الاسلامی بیروت، 1403ھ۔

[22]۔القرآن الکریم: الشرح: 4۔

[23]۔بخاری، الجامع الصحیح، ج4، ص175۔

[24]۔بشیر، محمد بشیر جمعہ، شاہراہ زندگی پر کامیابی کا سفر، ص297، 298، میلاد پبلی کیشنز کراچی،